خطباتِ فقیر جلد ہفتم

ازافادات

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

مرتب
محمد حنیف نقشبندی

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ——— خطبات فقیر جلد ہفتم

ازافادات ——— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب ——— محمد حنیف نقشبندی

ناشر ——— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اول ——— اکتوبر 2001ء

اشاعت بارہ ——— فروری 2010ء

تعداد ——— 1100

کمپیوٹر کمپوزنگ ——— فقیر شاہد محمود نقشبندی غفرلہ

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	13
پیش لفظ	15
① فاذکرونی اذکرکم	17
ذکر کے معانی	19
خواص کے نزدیک ذکر کی حیثیت	19
محسن حقیقی	20
ہمارا سب سے بڑا دشمن	20
شیطان کا تسلط	20
شیطان کے داؤ سے بچنے کا طریقہ	21
دل کی صفائی کا ذمہ دار کون	22
رحمان کا بسیر	22
شیطان کے لئے خطرناک ترین ہتھیار	22
شیطان کا فرائض پر حملہ	23
نماز میں بھی نماز سے غفلت	23
نماز میں گناہ کبیرہ کا منصوبہ	24
کیسی نماز سے سکون ملتا ہے؟	24
اولیائے کرام جیسی نماز پڑھنے کی تمنا	25
شیخ کی قدر	25
اطمینان قلب کا واحد نسخہ	26
اللہ کے نام کی برکتیں	26
یاد کا مقام	27
ذکر میں دوام	27
دو آدمیوں کی قلبی کیفیت	28
ایک اشکال کا جواب	.8
ذکر خفی کی فضیلت	29
توجہ الی اللہ پیدا کرنے کا ذریعہ	29
اللہ اللہ کا ذکر کرنے کا شرعی ثبوت	30
اللہ اللہ کرنے کا مزہ	30
بوعلی سینا کو دوٹوک جواب	31
فکر کے اسباق	32
لا الہ الا اللہ کا ذکر	33
تجلی ذاتی برقی اور تجلی ذاتی دائمی	33
نمبر دو مجنوں	34
ذکر قلبی کا ثبوت	35
اللہ اللہ کرنے کا حکم	35
عبد منیب اور قلب منیب	35
ہر حال میں اللہ کا ذکر	36
ذکر سے غفلت کی سزا	37
حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو ذکر کی ہدایت	38

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت مفتی زین العابدینؒ کا فرمان	38
میدان جنگ میں ذکر اللہ کی تلقین	39
فاذکرونی اذکرکم کا ایک مفہوم	39
ایک الہامی بات	40
فاذکرونی اذکرکم کا دوسرا مفہوم	40
جنت کے ساتھی سے ملاقات	41
فاذکرونی اذکرکم کا تیسرا مفہوم	42
نسبت کا احترام	42
بے ادبی کی انتہاء	43
لمحہ فکریہ	43
مسجد میں داخل ہونے کے لئے قرآنی اصول	44
فاذکرونی اذکرکم کا چوتھا مفہوم	45
حضرت یوسف علیہ السلام تخت شاہی پر	46
حسن بمقابلہ علم	46
فاذکرونی اذکرکم کا پانچواں مفہوم	47
ایک سبق آموز واقعہ	47
تین انمول موتی	48
پریشانیاں دور کرنے کا آسان نسخہ	49
عزم کا طواف	50
گردوپیش کی مثالیں	51
روز محشر کی مثال	51
فاذکرونی اذکرکم کا چھٹا مفہوم	51
ہمارے لئے مچھلی کا پیٹ	52
فاذکرونی اذکرکم کا ساتواں مفہوم	53
ذکر الٰہی کا مقصود	54
(۲) رحمۃ للعالمین	55
رحمۃ للعالمین	57
نبی رحمت ﷺ کی شفقت	57
دو بے مثال نعمتیں	58
عورت کے دل میں بچے کی محبت	59
ایک عجیب مقدمہ	59
ہر کام امت کے لیے رحمت	59
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھول...... ایک رحمت	60
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیند...... ایک رحمت	60
بددعا کے رحمت بننے کی دعا	61
نبی رحمت کی رحمت کی تقسیم	61
ماں کا حصہ	61
بیٹی کا حصہ	62
بیوی کا حصہ	62
خاوند کا حصہ	63
چھوٹے بڑوں کا حصہ	63

عنوان	صفحہ نمبر
علمائے کرام کا حصہ	63
طالبعلموں کا حصہ	64
مجاہد کا حصہ	64
تاجر کا حصہ	65
مزدور کا حصہ	66
پڑوسی کا حصہ	66
یتیم کا حصہ	66
یتیم...... نبی اکرم ﷺ کی نظر میں	67
سائل اور محروم کا حصہ	68
ہنرمندوں کا حصہ	68
غلاموں اور باندیوں کا حصہ	69
جانوروں کا حصہ	69
جنات کا حصہ	69
درختوں کا حصہ	70
مُردوں کا حصہ	70
حضرت جبرائیل علیہ السلام کا حصہ	71
تیری چھاؤں بھی گھنی ہے	71
امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی نوازشات	72
امت کے غم میں نبی اکرم ﷺ کا رونا	75
نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں کا حصار	76
نبی اکرم ﷺ کا خصوصی امتیاز	77
ہر نبی علیہ السلام کے لئے ایک دعا کا اختیار	77

عنوان	صفحہ نمبر
روز محشر امت محمدیہ کی پہچان	77
بلاحساب جنت میں داخلہ	78
میراث آدم علیہ السلام سے نبی اکرم ﷺ کاپسری حصہ	79
روز محشر امت محمدیہ ﷺ کو سجدے کا حکم	79
امت کے غم کی انتہا	79
روز محشر اولادِ آدم کی کسمپرسی	82
حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں درخواست	83
حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں درخواست	84
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں درخواست	85
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں درخواست	86
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں درخواست	87
شافع محشر حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں درخواست	87
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حساب کتاب	88
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پیشی	89

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت عثمان غنیؓ کا حساب کتاب	90
حضرت علیؓ کا حساب کتاب	90
پل صراط کا سفر	91
نبی اکرم ﷺ کا جنت میں داخلہ	91
مسلمانوں کو جہنم میں کفار کا طعنہ	92
جہنمی مسلمانوں سے جبرئیل امین کی ملاقات	92
شفیع اعظم کے نام گنہگاروں کا پیغام	93
شفاعت کبریٰ	93
عتقاء الرحمٰن	94
عتقاء الرحمٰن کی فریاد	95
شفاعت کی دعا	96
③ نورِ نسبت	97
نور اور ظلمت کا مفہوم	99
نورانی اور تاریک سینے	100
مکروہات شرعیہ کا مکروہات طبعیہ بننا	100
کبیرہ گناہ سے پاک شخصیت	100
رزق حلال کے انوارات	101
نور بھرے سینے کی برکات	101
نور سے محروم لوگوں کی کسمپرسی	101
نور حاصل کرنے کی منڈی	102
شگفتہ چہروں کا راز	102
حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کی	

عنوان	صفحہ نمبر
مقبولیت	103
اسلام قبول کرنے کی عجیب وجہ	103
جنگل میں منگل	104
حضرت مرشد عالمؒ کا مقام عبودیت	104
پانچ قسم کا نور	105
نور نسبت کا ادراک	106
ایک خاتون کا قبول اسلام	106
دین اسلام کی جاذبیت	107
نسبت کی برکتیں	107
مسجد کی عظمت	107
ایک درخت سے جنت کا وعدہ	108
کتے کا جنت میں داخلہ	108
اونٹنی جنت میں	108
تابوت سکینہ کا تذکرہ	109
امام احمد بن حنبلؒ کے جبہ میں برکت	109
لمس نبوی ﷺ کی برکات	110
کپڑے میں برکت	111
ایمان کی نسبت کی برکات	112
نسبی ولایت کی برکات	113
مفسرین کی رائے	114
محبت والوں کا ملاپ	114
نسبت نقشبندیہ کی برکت	115
قبولیت دعا میں نسبت کا مقام	115

عنوان	صفحہ نمبر
جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت	116
فاحشہ عورت پر نسبت کا اثر	116
حضرت شبلیؒ پر نسبت کی برکات	117
دیدار الٰہی کی تمنا	119
حضرت پیر مہر علی شاہؒ اور نسبت کی برکات	120
نعت رسول مقبول ﷺ	120
اللہ کے نام کی برکت	122
ایک عجیب نکتہ	122
امام رازیؒ کے نزدیک بسم اللہ کی برکت	124
ہماری کل کائنات	124
نزع کے وقت نسبت کی برکت	125
خواجہ فضل علی قریشیؒ کا فرمان	126
امام رازیؒ کے ایمان کی حفاظت	126
مجوسی کا ہاتھ کیوں نہ جلا؟	127
پورے قبرستان والوں کی بخشش	128
دعاؤں کا پہرہ	129
دیکھنے کا فرق	130
جیسا گمان ویسا معاملہ	131
ایک اور واقعہ	132
سراقہ کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن	133
نوجوان اور کنگن	134

عنوان	صفحہ نمبر
دو پیغمبروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا عجیب معاملہ	134
نیت درست کر لیجئے	136
فقیر کا کام	137
ایک دلچسپ نکتہ	137
اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام	138
عقلمند بیوی	139
(۴) اسلاف کے حیرت انگیز واقعات	141
اللہ کے لشکر	143
دار العلوم دیوبند کا فیض	144
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ	144
اتباع سنت	146
ایک ماہ میں حفظ	146
علمی کمال کی پانچ وجوہات	146
استاذ کا ادب	147
پیر کے ہم وطن آدمی کا احترام	147
ادب کی انتہاء	147
توجہ کا اثر	148
حضرت نانوتویؒ کی ہیبت	148
نرمی سے نصیحت	149
تقلید کی ضرورت	149
شانِ مسکنت	150
شانِ استغنا	150

عنوان	صفحہ نمبر
تواضع	150
فنِ تعبیر میں مہارت	151
ایک سوال دو جواب	151
خدّام کی خدمت	152
مطبع میں ملازمت	152
حضرت گنگوہیؒ سے بے تکلفی	153
حجرِ اسود کسوٹی ہے	153
اسلام کی محبت سے خاتمہ بالخیر	154
طلب صادق ہو تو ایسی	154
تکبیرِ اولیٰ کے فوت ہونے پر افسوس	155
عاجزی وانکساری	155
حصول علم کی ایک عجیب صورت	156
کھانے میں تواضع	156
مطالعہ میں دلچسپی	156
کلمہ طیبہ کی برکت	156
کمالِ استغنا	157
تکلف سے اجتناب	158
قصہء ذہانت	158
بچپن کا ایک خواب	159
کھیل میں سب سے اوّل	159
دین کا فیض جاری ہونے کی بشارت	160
عشق رسول ﷺ	160
اسلام کا بول بولا	161

عنوان	صفحہ نمبر
آریہ سماج کے فتنے کا تدارک	161
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	162
صحبت کی برکت	164
کسر نفسی اور اس کی وضاحت	164
بادشاہوں جیسی شان	165
دوسروں کو اپنے سے افضل سمجھنا	165
تصوف کا حاصل	165
گناہ ہو جائے تو توبہ کرلو	166
توسل کا مسئلہ	167
پائیدار دوستی کی علامت	167
حب جاہ کا نقصان	167
بے ادبی تصوف میں رہزن ہے	168
صاحب کشف کو دعا سے عار	168
حضرت شاہ ولی اللہؒ کی اولاد کا مقام	169
صبر ہو تو ایسا	169
مساکین کا تبرک	170
تواضع	171
ایک ڈاکو کی حکایت	171
بیعت ہونے کی برکت	172
شیخ کی معرفت	173
چیلہ اور گرو بننے کی تمنا	173
سادگی	173
دین و دنیا کا نقصان	174

عنوان	صفحہ نمبر
نماز میں گریہ وزاری	175
نماز قضا کرنا گوارانہ کیا	175
ریاضت ومجاہدہ	176
مرشد کی جانب سے ایک امتحان	176
کسی کے لئے کبھی بددعا نہ کی	177
عاجزی وانکساری	177
کسب حلال کے لئے کوشش	178
تواضع اور مروت	178
حضرت کا رعب	179
اتباع سنت	180
حساس طبیعت	180
نماز کا شوق اور غیبی حفاظت	182
حضرت کے ہاتھ میں شفا	183
ثابت قدمی	183
سمجھانے کا دلچسپ انداز	184
طلب ہو تو ایسی	185
چائے میں برکت	186
دھوپ گھڑی ملانے کا واقعہ	186
حضرت مولانا شیخ الہند محمود حسنؒ	187
علم میں پختگی	189
عاقبت کا خوف	189
عیسائی پادری سے مناظرہ	190
دو اہم ترین سبق	190

عنوان	صفحہ نمبر
محبوب شے کی قربانی	191
اتباع سنت	192
معمولات کی پابندی	192
دنیاداروں سے بے رغبتی	193
تواضع اور انکساری	193
محبت شیخ	194
علامہ محمد انور شاہ محدث کشمیریؒ	194
علمی استفادہ	196
بے مثال حافظہ	196
مسئلے کا فوری حل	197
حافظہ کی دعا	198
علم کی قبر......!!!	198
علم کا ادب	199
ایک پیر کی توجہ کا واقعہ	199
چہرے پر انوارات	200
تنہائی میں ملاقات سے انکار	201
متانت وسنجیدگی کا واقعہ	201
منور صورت	202
چہرے سے اسلام کی دعوت	203
نگاہوں کی پاکیزگی	204
کسب حرام سے حفاظت	205
علم کی عظمت	206
حقیقت پسندی	206

عنوان	صفحہ نمبر
کتابوں کا ادب	206
اساتذہ کا ادب	207
دولتمندوں سے اعراض	208
علمی وقار کا اظہار	208
استاذ کی خدمت	209
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ	210
استاد کی خدمت	212
خدمت کی برکت	213
ختم بخاری کی مجلس	214
احوال وواقعات	214
مخلوق سے استغنا	215
دست بکار دل بیار	216
سادگی و بے تکلفی	217
رعب اور دبدبہ	218
اخلاق حمیدہ	218
قناعت	219
استغنا	220
والدین کی اطاعت	220
مخلوق خدا کی خدمت	221
ادلے کا بدلہ	222
گرفتاری	222
کھانے میں برکت	223
ایثار وقربانی	224

عنوان	صفحہ نمبر
استقامت	224
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ	225
حضرت گنگوہیؒ سے محبت	226
بچوں کی تربیت	227
زندگی بھر کی مصروفیت	227
قرآن مجید کی تلاوت	228
اکابر سے محبت	228
تعلیمی انہماک	229
دنیا سے بے رغبتی	230
ایثار کی انتہا	230
مجلس شعروسخن	230
تصنیف وتالیف کا ذوق	231
مال سے قلبی انقطاع	231
تبلیغی احباب سے محبت	232
تقویٰ کی مثال	233
تصوف وسلوک کی حقیقت	233
مرشد کی تنبیہ	234
حضرت اقدس تھانویؒ کا ارشاد	234
مشکوٰۃ شریف کا آغاز	235
اکابر کی راحت کا خیال	235
اکابر کا تقویٰ	236
عجز وانکساری	237
فقر وفاقہ	238

عنوان	صفحہ نمبر
درسِ حدیث کی پابندی	238
حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	239
تعلیم وتہذیب	241
ایک نواب کا اقرار بدتہذیبی	242
ایک رئیسہ کا علاج	243
انگریز کی دعوت	245
توکل علی اللہ	245
سفر آخرت کی فکر	246
معمولات کی پابندی	246
توکل وقناعت	247
فکر آخرت	247
اذکار واشغال کی ترتیب	248
امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	249
سامعین کو نصیحت	250
کھانے پینے کا معمول	251
ہدیہ قبول کرنے کی شان	251
ایفائے عہد	251
حقیقت کا اظہار	252
جیل جانے کی وجہ	252
تقریر کا اثر	253
شاگردوں پر شفقت	253
احباب سے تعلق	254

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوریؒ	254
انہماک مطالعہ	256
کیفیات میں قوت	256
مجلس کا واقعہ	257
محبت شیخ	257
زیب وزینت کا معیار	258
عشق نبوی ﷺ	259
عاجزی وانکساری	259
رقم کی فراہمی	260
شفقت کا واقعہ	261
حضرت مولانا الیاسؒ	261
دعوت وتبلیغ	263
اعمال کا دارومدار	264
عاجزی وانکساری	265
آخرت کا استحضار	266
دعوت دیئے جاؤ	266
موقع ومحل کے مناسب بات	267
لایعنی سے اجتناب	267
علالت وبیماری	268
نماز باجماعت کا اہتمام	268
دعا کے وقت کیفیت	270
لمحہ فکریہ	270

عرض ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطبات فقیر کے عنوان سے 1996ء مطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ ساتویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلندتر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیاناتِ حکمت ومعرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پرواز فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ بقول شاعر

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

''خطبات فقیر'' کی اشاعت کا یہ کام ہم نے اسی نیت سے شروع کر رکھا ہے کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی فکر سے سب کو فکر مند کیا جائے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے علم وحکمت کے جو موتی اکٹھے کر کے ہم تک پہنچائے ہیں، انہیں

موتیوں کی مالا بنا کر عوام تک پہنچایا جائے۔ یہ ہمارے ادارے کا ایک مشن ہے جو ان شاء اللہ سلسلہ وار جاری رہے گا۔ قارئین کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ اس مجموعہ ءخطبات کو ایک عام کتاب سمجھ کر نہ پڑھا جائے کیونکہ یہ بحرِ معرفت کے ایسے موتیوں کی مالا ہے جن کی قدر و قیمت اہل دل ہی جانتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ صاحب خطبات کی بے مثال فصاحت و بلاغت، ذہانت و فطانت اور حلاوت و ذکاوت کا فقید المثال اظہار ہے جس سے اہل ذوق حضرات کو محظوظ ہونے کا بہترین موقع ملتا ہے۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لئے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تا زیست اپنی رضا کیلئے یہ خدمت سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسے آخرت کے لئے صدقہ ءجاریہ بنائیں۔ آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقیر شاہد محمود نقشبندی غفرلہ
خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

پیش لفظ

الحمد لله الذی نور قلوب العارفین بنور الایمان و شرح صدور الصادقین بالتوحید و الایقان و صلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد و علیٰ اله و اصحابه اجمعین . اما بعد!

اسلام نے امت مسلمہ کو ایسے مشاہیر سے نوازا ہے جن کی مثال دیگر مذاہب میں ملنا مشکل ہے۔ اس اعتبار سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صف اول کے سپاہی ہیں۔ جن میں ہر سپاہی اصحابی کالنجوم کے مصداق چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہے، جس کی روشنی میں چلنے والے اهتدیتم کی بشارت عظمیٰ سے ہمکنار ہوتے ہیں اور رشد و ہدایت ان کے قدم چومتی ہے۔ بعد ازاں ایسی ایسی روحانی شخصیات صفحۂ ہستی پر رونق افروز ہوئیں کہ وقت کی ریت پر اپنے قدموں کے نشانات چھوڑ گئیں۔

عہد حاضر کی ایک نابغۂ عصر شخصیت، شہسوار میدان طریقت، غواص دریائے حقیقت، منبع اسرار، مرقع انوار، زاہد زمانہ، عابد یگانہ، خاصہ خاصان نقشبند، سرمایہ خاندان نقشبند حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم العالی مادامت النہار والیالی ہیں۔ آپ منشور کی طرح ایک ایسی پہلو دار شخصیت کے حامل ہیں کہ جس پہلو سے بھی دیکھا جائے اس میں قوس قزح کی مانند رنگ سمٹے

ہوئے نظر آتے ہیں۔آپ کے بیانات میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ حاضرین کے دل موم ہو جاتے ہیں۔ عاجز کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ ان خطبات کو تحریری شکل میں یکجا کر دیا جائے تو عوام الناس کے لئے فائدہ کا باعث ہوں گے۔ چنانچہ عاجز نے تمام خطبات شریف صفحۂ قرطاس پر رقم کر کے حضرت اقدس کی خدمت عالیہ میں تصحیح کے لئے پیش کئے۔ الحمدللہ کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود ذرہ نوازی فرماتے ہوئے نہ صرف ان کی تصحیح فرمائی بلکہ ان کی ترتیب وتزئین کو پسند بھی فرمایا۔ یہ انہی کی دعائیں اور توجہات ہیں کہ اس عاجز کے ہاتھوں یہ کتاب مرتب ہوسکی۔

ممنون ہوں میں آپ کی نظر انتخاب کا

حضرت دامت برکاتہم کا ہر بیان بے شمار فوائد وثمرات کا حامل ہے۔ان کو صفحات پر منتقل کرتے ہوئے عاجز کی اپنی کیفیت عجیب ہو جاتی اور بین السطور دل میں یہ شدید خواہش پیدا ہوتی کہ کاش کہ میں بھی ان میں بیان کردہ احوال کے ساتھ متصف ہو جاؤں ۔ یہ خطبات یقیناً قارئین کے لئے بھی نافع ہوں گے۔ خلوص نیت اور حضور قلب سے ان کا مطالعہ حضرت کی ذات بابرکات سے فیض یاب ہونے کا باعث ہوگا۔

اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ اس ادنیٰ سے کوشش کو شرف قبولیت عطا فرما کر بندہ کو بھی اپنے چاہنے والوں میں شمار فرمالیں۔ آمین ثم آمین

فقیر محمد حنیف عفی عنہ

ایم اے۔ بی ایڈ

موضع باغ ، جھنگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاذکرونی اذکرکم

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

جو انسان اللہ رب العزت کی یاد سے آنکھیں چرا لیتا ہے، اللہ رب العزت اس پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں۔ اس سے بڑی کوئی سزا نہیں ہو سکتی۔ یوں سمجھئے کہ اس کو دشمن کے حوالے کر دیتے ہیں۔ جیسے کوئی آدمی اگر کسی دشمن سے راہ رسم رکھے تو وہ اسے دشمن کے ہی حوالے کر دیتا ہے کہ تو جان اور تیرا کام۔

فاذکرونی اذکرکم

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَ اشْکُرُوْالِیْ وَلَا تَکْفُرُوْن

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَo وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

ذکر کے معانی:

''ذکر'' عربی زبان کا لفظ ہے جو قرآن مجید میں کئی معانی میں استعمال ہوا ہے۔سب سے پہلے تو یہ لفظ قرآن مجید کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰافِظُوْن ۔ بیشک ہم نے ہی اس نصیحت نامے کو نازل کیا اور اس کی حفاظت کے بھی ہم ہی ذمہ دار ہیں ۔ یہاں ذکر کا لفظ قرآن مجید کے لئے استعمال ہوا ہے۔اس کا دوسرا معنیٰ ''اللہ تعالیٰ کی یاد'' ہے۔ آج کی محفل میں جو ذکر کا لفظ استعمال ہوگا وہ اللہ رب العزت کی یاد کے معنیٰ میں استعمال ہوگا۔

خواص کے نزدیک ذکر کی حیثیت:

اللہ رب العزت کی یاد ایک ایسا عمل ہے جس کو آج کے دور میں ایک نفلی کام

سمجھا جاتا ہے اس کی اہمیت دلوں سے نکلتی جارہی ہے۔عوام کا تو کیا کہنا، آج خواص بھی ذکر کے بارے میں غفلت برتتے ہیں، اس لئے زندگیاں ذکر کی برکات سے خالی ہوتی جارہی ہیں۔

محسن حقیقی:

اللہ تعالیٰ ہمارے محسن ہیں، خالق ہیں، مالک ہیں اور رازق ہیں۔ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے اس محسن کے ساتھ سچے دل سے محبت کریں، اس کی نعمتیں یاد کرکر کے اس کا شکرادا کریں۔اسی کے عشق میں اپنی زندگیاں بسر کریں، اسی کے سامنے اپنی فریادیں پیش کریں اور اسی کی محبت کے گیت گایا کریں۔

ہمارا سب سے بڑا دشمن:

شیطان ہمارا اتنا بڑا دشمن ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں وضاحت کے ساتھ بتادیا اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا (الفاطر:۶) بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے پس تم بھی اسے دشمن بنا کے رکھو اور جو غفلت کی وجہ سے شیطان کے چکر میں آ گئے ان کو تنبیہ فرمائی۔ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْکُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ج اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ o اے بنی آدم! کیا ہم نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی پیروی نہیں کرو گے۔یہ تمہارا ظاہر باہر دشمن ہے۔ وَ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ اور تم صرف میری عبادت کرو گے۔ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ یہ ہے سیدھا راستہ۔اللہ رب العزت کی بات ماننے والے حزب الرحمٰن ہیں اور شیطان کی پیروی کرنے والے حزب الشیطان ہیں۔

شیطان کا تسلط:

جو آدمی اللہ رب العزت کی یاد سے آنکھیں چرا لیتا ہے۔اللہ رب العزت اس

پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں۔اس سے بڑی سزا کوئی نہیں ہوسکتی۔یوں سمجھئے کہ اس کو دشمن کے حوالے کر دیتے ہیں۔جیسے ایک آدمی اگر کسی کے دشمن سے راہ و رسم رکھے تو وہ اس کو دشمن کے حوالے کر دیتا ہے کہ تو جان اور تیرا کام جانے۔چنانچہ قرآن عظیم الشان میں فرمایا گیا وَ مَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ اور جو رحمٰن کی یاد سے آنکھ چرائے۔نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا ہم اس پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں۔فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ (زخرف:۳۶)اور وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔قرآن مجید سے معلوم ہوا کہ ایسا بندہ شیطان کے پنجے میں پھنس جاتا ہے اور اس کا پیروکار بن جاتا ہے۔

شیطان کے داؤ سے بچنے کا طریقہ:

شیطان کے داؤ سے بچنے کے لئے ہمارے پاس سب سے بڑی چیز ''اللہ کا ذکر'' ہے۔ذکر کریں گے تو شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچ جائیں گے۔چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا ۔بے شک جو پرہیزگار اور متقی لوگ ہیں، جب شیطان کی ایک جماعت ان کے اوپر حملہ آور ہوتی ہے تو وہ اللہ رب العزت کو یاد کرتے ہیں اور اللہ رب العزت انہیں شیطان کے ہتھکنڈوں سے محفوظ فرما لیتے ہیں۔

ایک مثال سنئے کہ ابرہہ نے اپنے لشکر کے ساتھ بیت اللہ پر حملہ کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت کے لئے ابابیلوں کو بھیج دیا۔انہوں نے کنکریاں برسائیں اور ابرہہ کے پورے لشکر کا بھوسہ بنا کر رکھ دیا۔بالکل اسی طرح یہ دل بھی اللہ رب العزت کا گھر ہے۔اے بندے! یہ شیطان جب ابرہہ بن کر تیرے دل کے گھر پر قبضہ کرنا چاہتا ہے تو تو بھی لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگا، یہ وہ کنکریاں بن جائیں گی جو شیطان ابرہہ کے لشکر کو برباد کر کے رکھ دیں گی۔

دل کی صفائی کا ذمہ دار کون؟

یہاں ایک سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ جب دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتے بھی ہیں کہ دل صاف ہو تو وہ خود ہی دل کو صاف کیوں نہیں فرما دیتے؟ علما نے اس کا جواب لکھا ہے کہ یہ دل اللہ رب العزت کا گھر ہے۔ ہم میزبان ہیں اور اللہ رب العزت مہمان ہیں لہٰذا گھر کی صفائی کی ذمہ داری میزبان پر ہوا کرتی ہے مہمان پر نہیں۔ اس لئے یہ بندے کی ذمہ داری ہے کہ وہ دل کو صاف کرے تا کہ مہمان اس میں تشریف لا سکے۔

رحمان کا بسیرا:

اللہ رب العزت بھی حیران ہوتے ہوں گے کہ اے میرے بندے! میں نے تیری وجہ سے شیطان کو تیرے گھر یعنی جنت سے نکال دیا، کیا تو میری وجہ سے شیطان کو میرے گھر یعنی اپنے دل سے نہیں نکال سکتا؟ جب شیطان دل سے کوچ کر جائے گا تو پھر اس میں رحمان کا بسیرا ہوگا۔

شیطان کے لئے خطرناک ترین ہتھیار:

ایک عام دستور ہے کہ جب آدمی اپنے دشمن پر قابو پا لیتا ہے تو وہ اس سے سب سے پہلے وہ چیز چھینتا ہے سب سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے مثلاً جب فوجی کسی دشمن کو قابو کریں تو اسے کہتے ہیں ''ہینڈز اپ''۔ ہینڈز اپ کا یہ مطلب ہے کہ تمہارے ہاتھ میں خطرناک چیز ہوگی، تم ہاتھ اوپر کر لو تا کہ میں اس خطرے کی چیز سے بچ جاؤں۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان بھی جب کسی بندے پر غالب آتا ہے تو اس کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دیتا ہے کیونکہ انسان کے پاس شیطان سے بچنے کے لئے سب سے بڑا ہتھیار اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔

ارشاد فرمایا، اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ شیطان ان پر چڑھ آیا اور اس نے ان کو اللہ کی یاد سے بھلا دیا۔ اس نے ان سے وہ ہتھیار چھینا جو سب سے زیادہ خطرناک تھا۔

شیطان کا فرائض پر حملہ:

جب شیطان انسان کو اللہ کی یاد سے بھلا کر اپنے قدم آگے بڑھاتا ہے تو پھر انسان کی نمازیں اور دوسرے فرائض بھی چھوٹ جاتے ہیں۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ذکر کا تذکرہ نماز سے بھی پہلے فرمایا، مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ۔ دیکھیں کہ یہاں نماز کا تذکرہ بعد میں اور ذکر کا تذکرہ پہلے کیا کیونکہ اس کا پہلا وار ہی ذکر پر ہوتا ہے۔ جب شیطان انسان کو ذکر سے غافل کر دیتا ہے تو گویا پہلی باؤنڈری لائن ٹوٹ جاتی ہے اس کے بعد دوسری چوٹ انسان کے فرائض اور عبادات پر پڑتی ہے۔ اس لئے جو انسان اپنی نمازوں کو بچانا چاہے اسے چاہئے کہ وہ اللہ کی یاد کے ذریعے ان فرائض کے گرد ایک حصار قائم کر لے کیونکہ عقلمند انسان وہی ہوتا ہے جو اپنے دشمن کو اپنی باؤنڈری سے دور ہی رکھے۔

نماز میں بھی نماز سے غفلت:

جب شیطان انسان کا پیچھا کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں ہے تو وہ پھر اس کی نماز میں بھی وسوسے ڈالتا ہے۔ پھر قیام میں کھڑے ہونے کی حالت میں بھی التحیات پڑھ رہے ہوتے ہیں اور التحیات کی حالت میں سورۃ فاتحہ پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ وہ نماز کے اندر ہوتے ہوئے بھی نماز سے باہر

ہوتے ہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ سارا دن ہم دکان کے اندر ہوتے ہیں اور جب نماز شروع کرتے ہیں تو دکان ہمارے اندر ہوتی ہے۔ یہ فقط حاضری ہوتی ہے، حضوری نہیں ہوتی۔ جب کہ اللہ رب العزت کو دونوں مطلوب ہیں۔ اس لئے حاضری بھی دی جائے اور حضوری کے ساتھ دی جائے کیونکہ فرمایا لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحَضُوْرِ الْقَلْبِ کہ حضورقلب کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں ہے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے قرب قیامت کی علامات میں سے ہے کہ مسجد تو نمازیوں سے بھری ہوئی ہوگی لیکن ان کے دل اللہ رب العزت کی یاد سے غافل ہوں گے۔

نماز میں گناہ کبیرہ کا منصوبہ:

انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے۔ ایک نوجوان میرے پاس آیا اور کہنے لگا، حضرت! میں نماز بھی پڑھ رہا تھا اور کبیرہ گناہ کرنے کا پروگرام بھی بنا رہا تھا۔ نماز کی یہ حالت ذکر سے غفلت کی وجہ سے بنی۔ شیطان کو پیچھے نہیں روکا جاتا اس لئے وہ گھر پر حملہ آور ہوتا ہے۔

کیسی نماز سے سکون ملتا ہے؟

نماز کا اصلی مقصد بھی اللہ رب العزت کی یاد ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ میری یاد کی خاطر نماز قائم کر اور جب انسان تعدیل ارکان کے ساتھ نماز پڑھے، نماز میں خشوع وخضوع اور توجہ الی اللہ ہو تو اسے ایسی نماز سے سکون ملتا ہے۔ اس کے من کی دنیا روشن ہوتی ہے۔ پھر انسان گناہوں کو بھی چھوڑ دیتا ہے اسی لئے تو فرمایا اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ بے شک نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ اور اگر ہماری نماز ہمیں گناہوں سے نہیں روک رہی تو معلوم ہوا کہ ابھی نماز بنی ہی نہیں ہے۔ جب نماز نماز بن جائے گی تو پھر

یہ برے کاموں سے روک کر رکھ دے گی۔

اولیائے کرام جیسی نماز پڑھنے کی تمنا:

ہمیں اپنی نماز پر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر انسان نماز پر محنت کرے تو نماز کی کیفیت یقیناً بہتر بن جاتی ہے۔ اسی مقصد کے لئے لوگ اللہ والوں سے بیعت ہوتے ہیں، ان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور ان کی صحبت میں رہتے ہیں۔ ہمارے اکابرین میں سے ایک بزرگ کے پاس ایک عالم آئے اور کہنے لگے، حضرت! میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے اولیائے کرام جیسی ایک نماز پڑھا دیجئے۔ آج تو لوگ شیخ کے پاس تعویذ لینے کے لئے آتے ہیں، کاروبار کے لئے دعائیں کروانے آتے ہیں، کہتے ہیں جی بیوی بات نہیں مانتی، بچہ نہیں مانتا، فلاں بیمار ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس مقصد کے لئے کون آتا ہے کہ میری نماز بن جائے، میرے رگ رگ اور ریشے ریشے سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔ کاش! کوئی اس کی بھی طلب لے کر آتا۔

شیخ کی قدر:

ایک آدمی نے کسی بزرگ کو بتایا کہ میرے شیخ بڑے کامل بزرگ ہیں۔ انہوں نے پوچھا، وہ کیسے؟ وہ کہنے لگا کہ میں نے ان کو آزمالیا ہے، وہ واقعی اللہ والے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ تم نے کیسے آزمالیا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ ایک دفعہ میری بیوی روٹھ کر میکے چلی گئی، میں نے اپنے سسرال والوں کی بڑی منت سماجت کی، لیکن وہ اپنی بیٹی کو میرے ساتھ بھیجنے سے انکار ہی کرتے رہے۔ بالآخر میں اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا معاملہ عرض کر دیا۔ انہوں نے مجھے ایک ایسا عمل بتایا کہ میں نے جیسے ہی وہ عمل کیا اور بیوی کو لینے گیا تو انہوں نے بغیر کسی حیل وحجت

کے اسے میرے ساتھ روانہ کر دیا۔ یہ بات سن کر وہ بزرگ افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے کہ تو نے اپنے شیخ کی قدر ہی نہیں کی۔ وہ کہنے لگا، حضرت! میرے دل میں اپنے شیخ کی قدر ہے، اسی لئے تو میں کہہ رہا ہوں کہ وہ بڑے کامل بزرگ ہیں۔ حضرت نے فرمایا، تمہیں تو اپنے شیخ سے اللہ کے قرب کا سوال کرنا چاہئے تھا لیکن افسوس کہ تم نے تو بیوی کا قرب مانگا۔

اطمینان قلب کا واحد نسخہ:

جو انسان پابندی کے ساتھ ذکر کرتا ہے اللہ رب العزت اس کو پریشانیوں سے بچا لیتے ہیں۔ اسی لئے قرآن عظیم الشان میں فرمایا گیا اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد: ۲۸) جان لو کہ اللہ رب العزت کی یاد کے ساتھ دلوں کا اطمینان وابستہ ہے۔ کسی شاعر نے کہا،

کتنی تسکین ہے وابستہ تیرے نام کے ساتھ
نیند کانٹوں پہ بھی آ جاتی ہے آرام کے ساتھ

ایک اور شاعر کہتے ہیں

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

اللہ کے نام کی برکتیں:

اللہ کے نام میں بڑی عجیب لذت اور برکت ہے۔ کسی شاعر نے کہا،

ہم رٹیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

جب انسان اللہ رب العزت کا ذکر کرتا ہے تو پھر اللہ کے نام سے بھی انسان کو

محبت ہو جاتی ہے۔ اس نام کو لیتے ہوئے دل میں ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔

؎ اللہ اللہ ایں چہ شیریں ہست نام
شیر و شکر می شود جانم تمام

یہ اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے کہ اس کو لینے سے میرا جسم ایسے بن جاتا ہے جیسے دودھ کے اندر شکر کو ملا دیا جاتا ہے۔

؎ اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے
عاشقوں کا مینا اور جام ہے

یاد کا مقام:

انسان کے جسم میں یاد کا مقام اس کا دل ہے۔ کیا کبھی کسی ماں نے اپنے بیٹے کو خط لکھا ہے کہ بیٹا! میری ہتھیلی تجھے بہت یاد کرتی ہے، میری آنکھ تجھے یاد کرتی ہے، میری زبان تجھے یاد کرتی ہے؟ نہیں، بلکہ وہ یہی لکھتی ہے کہ میرا دل تجھے بہت یاد کرتا ہے۔ ثابت ہوا کہ یاد کرنے کا مقام انسان کا دل ہے۔ اس لئے اللہ رب العزت کی یاد بھی دل میں ہوتی ہے۔ جب دل میں اللہ رب العزت کی یاد رچ بس جاتی ہے تو پھر اگر انسان کام کاج میں بھی مشغول ہو تو اس کا دل پھر بھی اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا ہے۔ اس کی زندگی ''دست بکار دل بیار'' کا مصداق بن جاتی ہے۔

ذکر میں دوام:

اللہ والوں کی زندگی ایسی ہوتی ہے کہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا،

؎ گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

پھر انسان کو وہ مقام مل جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بھلانا بھی چاہے تو بھلا نہیں سکتا۔

دو آدمیوں کی قلبی کیفیت:

حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بیت اللہ شریف حاضر ہوا۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ غلاف کعبہ پکڑ کر دعا مانگ رہا ہے۔ میں اس کے دل کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ اس کا دل اللہ تعالیٰ سے غافل تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کے دل میں یہ خیال تھا کہ جو میرے ساتھی آئے ہوئے تھے وہ مجھے دیکھ لیں کہ میں تو غلاف کعبہ کو پکڑ کر دعا مانگ رہا ہوں۔

اس کے بعد مجھے منیٰ جانا پڑا۔ وہاں میں نے ایک دکاندار کو دیکھا کہ اس کے گرد گاہکوں کا ہجوم تھا۔ جب میں اس کے دل کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ اس کا دل ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں تھا۔

ایک اشکال کا جواب:

اگر کوئی صاحب یہ پوچھیں کہ اللہ والے اللہ تعالیٰ کی یاد سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہیں ہوتے۔ اس کی وضاحت کریں تو اس کے جواب کے لئے ایک مثال عرض کر دیتا ہوں۔

فرض کریں کہ آپ کے بھائی کو گارڈ کی خالی آسامی کے لئے انٹرویو کے لئے بلایا جائے تو جیسے ہی پتہ چلے گا سب گھر والے بیٹھ کر مشورہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب آپ سے یہ پوچھیں تو یہ جواب دینا، جب یہ پوچھیں تو یہ کہنا۔ جب انٹرویو دینے کے لئے وہ جا رہا ہوگا تو آپ اسے سمجھائیں گے کہ ذرا خیال رکھنا، وقت پہ پہنچنا۔ اب وہ تو انٹرویو دینے چلا جائے گا۔ لیکن آپ اپنے دفتر بھی جا رہے ہوں

گے اور اپنے بھائی کے لئے دعائیں بھی کر رہے ہوں گے کہ میرا بھائی ٹھیک ٹھیک جواب دے۔ یوں آپ کا دل گارڈ۔ کے دفتر میں اٹکا ہوا ہوگا۔ آپ دفتر میں پہنچ جائیں گے مگر دل میں یہی خیال چھایا رہے گا۔ بالآخر آپ سوچیں گے کہ اب تو ٹائم ہوگیا ہے، میرا بھائی گھر پہنچ گیا ہوگا، پھر آپ فون کریں گے۔ آپ اپنی امی سے سب سے پہلے یہی پوچھیں گے کہ بھائی کا کیا بنا ہے؟ اگر آپ کے آٹھ گھنٹے اپنے بھائی کی سوچ میں گزر سکتے ہیں تو اللہ والوں کے دل بھی ہر وقت اللہ کی یاد میں رہ سکتے ہیں۔ وہ دنیا کے کام کاج بھی کرتے ہیں، کھاتے پیتے بھی ہیں، سوتے جاگتے بھی ہیں، چلتے پھرتے بھی ہیں مگر ان کے دل اللہ کی یاد سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہیں ہو پاتے۔

ذکر خفی کی فضیلت:

ذکر جہری اور ذکر خفی دونوں احادیث سے ثابت ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ فرشتے جس ذکر کو سنتے ہیں یعنی جو زبان سے کیا جاتا ہے اس سے وہ ذکر جس کو وہ نہیں سنتے یعنی جو دل سے کیا جاتا ہے ستر گنا فضیلت رکھتا ہے۔ اسے ذکر قلبی، ذکر سری، ذکر خامل اور ذکر خفی کہتے ہیں۔ اسی کو رجوع الی اللہ، انابت الی اللہ، اور توجہ الی اللہ بھی کہتے ہیں۔

توجہ الی اللہ پیدا کرنے کا ذریعہ:

توجہ الی اللہ پیدا کرنے کے لئے ابتدا میں سالک کو کہا جاتا ہے کہ تم اللہ اللہ کرو۔ جیسے قرآن مجید پڑھنے والے بچے کو شروع میں نورانی قاعدہ پڑھاتے ہیں۔ اب کوئی شخص کہے کہ نورانی قاعدہ کا تذکرہ تو حدیث شریف میں کہیں نہیں۔ اس کو کہیں گے، ارے بے وقوف انسان! یہ نورانی قاعدہ بچے کو سمجھانے کے لئے تعلیم کا

ایک ذریعہ ہے، اگر یہ نہیں پڑھائیں گے تو بچے کو اعراب کی پہچان کیسے ہوگی۔ اسے یہ پڑھانے کے بعد قرآن پاک پڑھانا آسان ہوگا۔ اسی طرح یہ جو اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں یہ ذکر بھی انسان کے قلب میں توجہ الی اللہ پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے گویا شروع میں مبتدی کو اللہ اللہ کا ذکر دوا کے طور پر کرایا جاتا ہے۔

اللہ اللہ کا ذکر کرنے کا شرعی ثبوت:

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اللہ کا ذکر کسی حدیث سے تو ثابت نہیں۔ حالانکہ حدیث شریف میں واضح لفظوں میں فرمایا گیا **لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی يُقَالَ فِی الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ**۔ اب یہاں دو دفعہ اللہ کا لفظ آیا ہے۔ اگر حدیث شریف میں صرف ایک دفعہ آتا کہ **حَتّٰی يُقَالَ فِی الْاَرْضِ اَللّٰهُ** تو پھر تو چلو کوئی بات نہیں تھی مگر حدیث میں اللہ اللہ آیا ہے۔ چونکہ نبی علیہ السلام نے دو دفعہ فرمایا اللہ اللہ، اس لئے اگر میں بھی بار بار دو دو دفعہ یہی کہہ دوں، اللہ اللہ، اللہ اللہ، اللہ اللہ تو اس میں کونسا اشکال ہے۔ اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں کہ اللہ اللہ کیوں کہتے ہیں۔

اللہ اللہ کرنے کا مزہ:

دیکھئے کہ بچہ جب روتا ہے تو وہ رو کر کیا کہتا ہے؟ وہ امی! امی! امی! ہی کہتا ہے ناں یا کوئی اور لفظ کہتا ہے؟ کیا آپ نے کبھی کسی چھوٹے بچے کو سنا ہے کہ وہ کہے، اے میری پیاری امی! اے میری خوبصورت امی! اے میری بڑی اچھی امی! وہ تو فقط امی امی ہی کہتا ہے۔ اللہ اللہ کہنے کی نوعیت یہی ہے جبکہ الحمدللہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر، صفات الٰہی کا تذکرہ ہے۔ بچہ جب امی امی پکارتا ہے تو بچے کی زبان سے امی والا محبت سے نکلا ہوا یہ لفظ ماں کے کانوں تک پہنچتا ہے تو اس کے دل کے تار چھڑ جاتے ہیں۔ وہ جتنے بھی ضروری کام میں مصروف ہو، جتنی دور ہو، وہ نام سنتے ہی بچے کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور اس کو سینے سے لگا لیتی ہے۔ بالکل اسی طرح جب

بندہ اللہ اللہ کہتا ہے تو وہ اللہ کی آغوش محبت میں پہنچ جاتا ہے۔ دراصل ہمیں اللہ کہنے کا مزہ ہی نہیں آیا۔ جن کو مزہ آتا ہے ان کے منہ میں مٹھاس آجاتی ہے۔ غور کریں کہ مٹھائی اور کھٹائی دو الفاظ ہیں۔ اگر ان لفظوں کو زبان پر لایا جائے تو منہ میں پانی آجاتا ہے تو کیا اللہ کے لفظ سے دل میں مزہ نہیں آتا۔ یہ عجیب بات ہے کہ اچار کا نام لیں تو منہ میں پانی آجاتا ہے، اللہ کا نام لیا، اتنا اثر بھی نہیں رکھتا کہ اس سے دل میں ٹھنڈک پڑ جائے۔

بوعلی سینا کو دوٹوک جواب:

خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ان کی صحبت میں بوعلی سینا آئے وہ بڑے مفکر آدمی تھے۔ حضرت نے اللہ اللہ کے ذکر کے فضائل گنوائے کہ اس سے انسان کے دل کو سکون ملتا ہے، پریشانیاں دور ہوتی ہیں، آفات سے انسان محفوظ ہوتا ہے، ایمان مضبوط ہوتا ہے، صحت ملتی ہے، رزق میں برکت ہوتی ہے، عمر میں برکت ہوتی ہے، علم میں برکت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتیں آتی ہیں۔ انہوں نے اس عنوان پر اتنے فضائل گنوائے کہ بوعلی سینا بڑے حیران ہوئے۔ بوعلی سینا نے بعد میں پوچھا، حضرت فقط ایک لفظ کا ذکر کرنے سے اتنی ساری فضیلتیں ملتی ہیں؟

یہ حضرات بھی نباض ہوتے ہیں۔ چنانچہ خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اسی بھری محفل میں فرمایا، اے خر! تو چہ دانی، یعنی اے گدھے! تجھے کیا پتہ۔ جب بھری محفل میں گدھے کا لفظ سنا تو حکیم صاحب کو تو پسینہ آ گیا کہ اتنا مشہور و معروف بندہ ہوں اور مجھے لوگوں کے سامنے گدھا کہہ کر رسوا کر دیا گیا ہے۔ جب اسے پسینہ آیا اور اس کی حالت بدلی تو حضرت نے پوچھا، حکیم صاحب! آپ کی تو حالت ہی بدل گئی ہے، کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا، جی آپ نے لفظ ہی ایسا بولا

ہے۔ حضرت نے فرمایا، میں نے گدھے کا لفظ بولا ہے اور اس گدھے کے لفظ نے تیری حالت کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ کیا اللہ کا نام تیری حالت کو نہیں بدل سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اللہ کے ذکر کی لذت سے نا آشنا ہوتے ہیں جس کی وجہ سے یہ سوال دل میں پیدا ہوتے ہیں۔

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

جب طبیعت میں کچھ تعلق ہوتا ہے تو نام سن کر کان کھڑے ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے۔ آج تو بچے بچی کی منگنی ہو تو چھیڑنے کے لئے ایک دوسرے کا نام لے لیتے ہیں۔ کیا نام لینے سے اثر ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ مرد ہو یا عورت، نام لے تو طبیعتوں پر اثر ہوتا ہے۔ ارے! یہ معمولی سا تعلق ہے اور اس کا اتنا اثر ہوتا ہے، اللہ رب العزت سے تو انسان کا بہت گہرا تعلق ہوتا ہے اس کا نام لینے سے بھی بندے کے دل پر اثر ہوتا ہے اور جب وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو پھر پروردگار کی طرف سے بندے کے اوپر شفقت اور رحمت آتی ہے۔

فکر کے اسباق:

جب انسان کو توجہ الی اللہ نصیب ہو جاتی ہے تو وہ فکر بن جاتی ہے جو کہ ذکر سے افضل ہوتی ہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے وہ لوگ جنہوں نے اسباق کئے ہوئے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ساتویں سبق تک تو ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد تہلیل کے دو سبق ہیں۔ یہاں پر اللہ اللہ کا ذکر ختم ہو جاتا ہے اور فکر کے اسباق شروع ہو جاتے ہیں۔ چونکہ انسان کا دل مخلوق میں اٹکا ہوا ہوتا ہے اس لئے مخلوق سے اس کا دل چھڑانے کے لئے مشائخ مبتدی کو اللہ اللہ کے ذکر پر لگاتے ہیں حتیٰ کہ اس بندے کی زبان پر اور دل میں فقط اللہ کی یاد ہوتی ہے۔

وہ ہر طرف سے کٹ کر اللہ کے ساتھ جڑ جاتا ہے پھر اس کو بھی دھونے کے لئے لا الہ الا اللہ کا ذکر کرواتے ہیں اور جب بالکل ڈھل جاتے ہیں پھر مراقبہ کرواتے ہیں۔ جس میں اسے کسی نام کا ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی لہٰذا دسویں سبق سے لیکر (۳۵) پینتیسویں سبق تک جتنے مراقبے ہیں ان میں نام کا ذکر نہیں کیا جاتا۔

لا الہ الا اللہ کا ذکر:

ہمارے سلسلہ عالیہ میں ایک بزرگ تھے ان کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا، لا الہ الا اللہ کا ذکر کسی حدیث میں نہیں ملتا۔ حضرت نے اسے فرمایا، قریب آؤ۔ جب وہ قریب آیا تو حضرت نے فرمایا، کیا یہ بات حدیث پاک میں ہے کہ جب کوئی آدمی مرنے لگے تو تلقین کرنے کی غرض سے اس کے پاس لا الہ الا اللہ اونچی آواز سے پڑھا جائے تاکہ وہ بھی سن کر پڑھ لے۔ اس نے کہا، جی ہاں یہ تو حدیث پاک میں آیا ہے اس پر انہوں نے فرمایا کہ میں اپنے نفس کو مرنے کے قریب پاتا ہوں اس لئے ہر لمحہ اسے تلقین کرنے کی نیت سے لا الہ الا اللہ کہتا ہوں۔

تجلی ذاتی برقی اور تجلی ذاتی دائمی:

یہ بات بھی ذہن میں رکھنا کہ جو انسان صفاتی ناموں کا ذکر زیادہ کرتا ہے مثلاً سبحان اللہ، الحمد للہ، یا حی یا قیوم کا ذکر کرتا ہے تو جب اس کو فنا کے مقام پر اللہ تعالیٰ کا وصل حاصل ہوتا ہے۔ تو چونکہ اس کے من میں صفاتی ناموں کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اس لئے اسے تھوڑی دیر کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات کا دیدار نصیب ہوتا ہے اور پھر اس کے اوپر صفات کے پردے آجاتے ہیں۔ ایسا سالک اللہ تعالیٰ کو اس کی صفات کے پردوں میں سے دیکھتا ہے...... اور جو سالک فقط اللہ اللہ کا ذکر کرنے والا ہوتا ہے

اس کو وصل عریانی نصیب ہو جاتا ہے۔ یعنی جب اس کو دیدار نصیب ہوتا ہے تو صفات کے پردے نہیں آتے...... اس لئے ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بڑے بزرگ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک Term (اصطلاح) استعمال کی ہے کہ جولوگ صفات کا ذکر کرتے ہیں جب ان کو اللہ کی تجلی نصیب ہوتی ہے تو انہیں ''تجلی ذاتی برقی'' نصیب ہوتی ہے۔ یعنی ان پر اللہ تعالیٰ کی ذات کی تجلی برق (بجلی) کی مانند ہوتی ہے اور اس کے بعد صفات کے پردے آجاتے ہیں۔ گویا دلہن نے کپڑا ہٹا کر جلوہ دکھایا اور پھر نقاب ڈال لیا...... لیکن جو ذاتی نام (اللہ اللہ) کا ذکر کرنے والے ہوتے ہیں ان کو ''وصل عریانی'' نصیب ہوتا ہے۔ یعنی ایک دفعہ چہرے سے جمال کے لئے نقاب ہٹا دیتے ہیں تو ہمیشہ چہرے کا دیدار سالک کو نصیب ہوتا رہتا ہے۔ اس کو ''تجلی ذاتی دائمی'' کہتے ہیں۔

اب عام آدمی تو یہی کہتا ہے کہ یہ نقشبندیہ حضرات سبحان اللہ، الحمد للہ اور یاحی یا قیوم کیوں نہیں کہتے؟ بھئی! آپ کو یہ معرفت کیسے سمجھائیں یہ تو وہ لوگ جانتے ہیں جو اپنے دل کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتے ہیں اور ان کو پتہ چلتا ہے کہ اسماء وصفات کے جو پردے اوپر آجاتے ہیں اس وقت وہ انسان کے لئے کتنی الجھن کا باعث بنتے ہیں۔ اسی لئے ہمارے مشائخ نے فقط اللہ کے ذکر کے بارے میں کہا، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ بھی ہے قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ۔

نمبر دو مجنوں:

آج ہمارے دل پریشانیوں سے بھرے پڑے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم ذکر کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ جس سے پوچھیں کہ کیا معمولات کرتے ہیں؟ جواب ملتا ہے کہ حضرت! وقت نہیں ملتا۔ یہ عجیب بات ہے کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ میں کھانا اس لئے نہیں کھاتا کہ وقت نہیں ملتا۔ کھانا باقاعدگی سے کھائیں گے، اگر کوئی کام نہ

کرسکیں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔ مجنوں سے اگر کوئی پوچھے کہ کیا تم لیلیٰ کو یاد کرتے ہو اور وہ جواب دے کہ مجھے وقت نہیں ملتا تو آپ کیا کہیں گے کہ یہ کیسا مجنوں ہے، وہ تو پھر دو نمبر مجنوں ہوا۔ آج ہم بھی نمبر دو مجنوں ہیں۔

ذکر قلبی کا ثبوت:

ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ رب العزت کی یاد ہر وقت دل میں بسی رہے۔ بلکہ یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم ہر وقت ذکر میں مشغول رہیں۔ امر کا صیغہ ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں وَ اذْكُرْ رَبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ ذکر کرتو اپنے رب کا اپنے نفس میں۔ اَیْ فِیْ قَلْبِكَ یعنی اپنے دل میں، اپنی سوچ میں، اپنے دھیان میں، اپنے من میں اللہ کو یاد کر۔ اے اللہ! کیسے یاد کریں؟ فرمایا، تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً گڑگڑاتے ہوئے اور بہت ہی خاموشی کے ساتھ ۔ معارف القرآن میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً کے الفاظ سے ذکر قلبی کا ثبوت ملتا ہے۔ گویا ہمیں ذکر قلبی کا حکم ملا ہے۔

اللہ اللہ کرنے کا حکم:

ایک عجیب بات یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ ہمارے رب کا کیا نام ہے تو ہم جواب دیں گے؟ اللہ۔ اللہ تعالیٰ قرآن عظیم الشان میں ارشاد فرماتے ہیں وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اور ذکر کرتو اپنے رب کے نام کا۔ رب کا نام چونکہ اللہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ تم اللہ کا ذکر کرو۔ معلوم ہوا کہ اللہ اللہ کا ذکر کرنا قرآن مجید سے ثابت ہے۔

عبد منیب اور قلب منیب:

ہمیں ہر وقت اپنے دل میں اللہ کا دھیان رکھنا چاہئے۔ اس کو ''انابت الی اللہ

''کہتے ہیں۔ایسے قلب کو''قلب منیب''اور ایسے بندے کو''عبد منیب'' کہتے ہیں۔
چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَ اتَّقُوهُ ایک اور جگہ فرمایا

أَفَلَمْ يَنظُرُوا إِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَ زَيَّنَّاهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ ○ وَ الْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَ أَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَ أَنبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ○ تَبْصِرَةً وَّ ذِكْرَىٰ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ○ (ق:۶-۸)

دیکھا جب دل میں اللہ کی یاد ہوتی ہے تو پھر بندہ عبد منیب بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا ہی دل چاہتے ہیں۔اسی لئے فرمایا

يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَ تَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ ○ وَ أُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ○ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ ○ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَ جَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ○ (ق:۳۰-۳۳)

پروردگار کو ایسا قلب منیب مطلوب ہے۔یعنی اللہ رب العزت کو ایسا دل مطلوب ہے جس میں اللہ رب العزت ہی آیا ہوا ہو، اللہ رب العزت ہی سمایا ہوا ہو بلکہ یوں کہوں کہ جس میں اللہ رب العزت ہی چھایا ہوا ہو۔

ہر حال میں اللہ کا ذکر:

ایسے لوگ جو لیٹے بیٹھے اور چلتے پھرتے ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کریں انہیں عقلمند کہا گیا ہے۔جوانمرد کہا گیا، چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ (النور:۳۷) کہ میرے جوانمرد بندے وہ ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔ وَ إِقَامِ الصَّلَوٰةِ وَ إِيتَاءِ الزَّكَوٰةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَ الْأَبْصَارُ۔اور ایک جگہ فرمایا الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَّ قُعُودًا وَّ عَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وہ لوگ جو کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے اللہ رب العزت کو یاد کرتے ہیں۔اب دیکھئے کہ بنیادی

طور پر انسان کی تین حالتیں ہی ہوتی ہیں یا کھڑا ہوگا، یا بیٹھا ہوگا، یا پھر وہ لیٹا ہوگا۔ یہاں فرمایا کہ جو تینوں حالتوں میں اللہ کو یاد کرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ یوں کہنا چاہتے ہیں کہ جو لوگ ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اولوالالباب یعنی عقلمند اور دانشمند بندے کہتے ہیں۔ اور واقعی جب دل میں لگی ہوئی ہو تو پھر انسان اٹھتے بیٹھتے آہیں بھرتا ہے اور یہ آہیں محبت کی وجہ سے نکلتی ہیں۔ اٹھتے ہوئے بھی اللہ، بیٹھے ہوئے بھی اللہ، لیٹے ہوئے بھی اللہ۔ بس اللہ اس کے دل میں بس رہا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کی زبان پر بھی اسی کا ذکر ہوتا ہے۔

ذکر سے غفلت کی سزا:

عوام الناس کا تو کیا کہنا آج کل خواص کو بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ ذکر کو فقط ایک نفلی کام سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی معمولات کر رہا ہو تو علماء اور طلباء اس کو دیکھ کر کہیں گے کہ یہ تو بس تسبیح پھیر رہا ہے۔ یعنی ان کے دلوں میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ حالانکہ قرآن پاک میں اس کی اتنی اہمیت بتائی گئی ہے کہ شیطان سے بچاؤ نصیب ہوتا ہے اور جو مختلف آیات آپ کے سامنے پیش کیں ان میں مذکور تمام نعمتیں انسان کو ذکر کرنے کے صدقے ملتی ہیں۔ اور جو ذکر نہیں کرے گا اسے اللہ رب العزت کی طرف سے سزا بھی ملے گی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا، وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا (الجن: ۱۷) اور جو اللہ رب العزت کی یاد سے اعراض کرے گا اس کو چڑھتا ہوا عذاب ملے گا۔ یہ نہیں کہ من مرضی کی بات ہے بلکہ اگر غفلت برتیں گے تو سزا ملے گی۔ پروردگار عالم ناراض ہوں گے کہ میری یاد سے غفلت میں کیوں زندگی گزاری۔

؎ یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نہ باشی
شاید کہ نگاہ کند آگاہ نہ باشی

اے دوست! تو ایک لمحہ کے لئے بھی اس شاہ سے غافل نہ ہو، ہوسکتا ہے کہ وہ تیری طرف نگاہ کرے اور تو اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ محنت کرنے سے انسان کو یہ چیز نصیب ہو جاتی ہے۔ جس طرح دنیا کا ہر کام محنت کرنے سے آسان ہو جاتا ہے اسی طرح ذکر بھی محنت کرنے سے آسان ہو جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو ذکر کی ہدایت:

اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور فرعون کی طرف بھیجا۔ لیکن بھیجتے وقت ہدایت فرمائی کہ اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰیٰتِیْ وَ لَا تَنِیَا فِیْ ذِكْرِیْ ۔ آپ اور آپ کا بھائی جائیں میری نشانیوں (معجزوں) کو لے کر لیکن تم دونوں میری یاد سے غافل نہ ہونا۔ اب بتائیے کہ جب اللہ تعالیٰ انبیائے کرام کو فرما رہے ہیں کہ میرے ذکر سے غافل نہ ہونا تو پھر اگر طلبا ذکر سے غافل پھریں گے تو وہ ورثۃ الانبیا میں کیسے شامل ہوں گے۔ دعوت و تبلیغ کا کام کرو گے اور ذکر سے غافل ہو کر کرو گے تو پھر یہ کیسے کار نبوت بنے گا۔ اس کی بڑی اہمیت ہے۔

حضرت مفتی زین العابدینؒ کا فرمان:

اس عاجز نے حضرت مفتی زین العابدین دامت برکاتہم سے یہ بات رائیونڈ کے سالانہ اجتماع میں خود سنی اور یہ عاجز کم وبیش انہی الفاظ میں نقل کر رہا ہے۔ اور اس جگہ پر بیٹھ کر کوئی آدمی جھوٹ بولنے کا بوجھ اپنے سر پہ نہیں لے سکتا۔ فرمایا "جب تک تم سیکھ کر ذکر نہیں کرو گے، اس وقت تک تمہیں تبلیغ میں جوتیاں چٹخانے کے سوا کچھ نہیں ملے گا"۔ معلوم ہوا کہ ذکر کے ساتھ اس کام کی برکت بڑھ جاتی ہے اور اللہ رب العزت کی نصرت شامل حال ہو جاتی ہے۔

میدان جنگ میں ذکر اللہ کی تلقین:

کسی کو وعظ و نصیحت کرنا دعوت الی اللہ کا پہلا قدم ہے اور اس کا انتہائی قدم یہ ہوتا ہے کہ جب سامنے والا دعوت کو قبول نہیں کرتا اسلم تسلم پر عمل نہیں کرتا تو پھر انسان کہتا ہے کہ تلوار ہمارا اور تمہارا فیصلہ کرے گی۔ یہ آخری نقطہ ہوتا ہے جس پر انسان اپنی جان کی بازی لگا دیتا ہے۔ دیکھئے کہ وہ مجاہدین جو جان کی بازی لگا رہے ہیں ان کو عین حالت جہاد میں اللہ رب العزت ذکر کا حکم فرما رہے ہیں۔ قرآن عظیم الشان میں فرمایا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو! اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَۃً فَاثْبُتُوْا جب تمہارا کافروں کی کسی جماعت کے ساتھ آمنا سامنا ہو تو تم ڈٹ جاؤ۔ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا تم اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ایسا کرنے سے کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ اب بتایئے کہ جب گردنیں کٹ رہی ہیں، خون کے فوارے چھوٹ رہے ہیں اور جان کی پڑی ہوئی ہے اس وقت بھی فرمایا کہ کثرت سے اللہ کو یاد کرو۔ اگر بالفرض والتقدیر یوں فرماتے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَۃً فَاثْبُتُوْا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تو معانی کے اعتبار سے فقرہ مکمل ہو جاتا مگر نہیں درمیان میں ذکر کی بات رکھی۔ معلوم ہوا کہ ہمیں ذکر کے بغیر کسی میدان میں بھی کامیابی نہیں مل سکے گی۔

فاذکرونی اذکرکم کا ایک مفہوم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ تم مجھے فرش پہ یاد کرو میں تمہیں عرش پہ یاد کروں گا۔ اس لئے حدیث پاک میں آتا ہے فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ اگر میرا بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس بندے کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اب ذرا سوچیں کہ

آدمی اپنے محبوب کا تصور کر کے کتنا خوش ہوتا ہے کہ جب میں اسے یاد کروں تو میرا محبوب بھی مجھے یاد کر رہا ہے۔ اگر دنیا میں کسی سے تعلق ہو تو پوچھتے ہیں کہ ہمیں بھی کبھی یاد کیا یا نہیں۔ ارے! دنیا کے لوگوں سے تو پوچھنا پڑتا ہے کہ ہمیں کبھی یاد کیا ہے یا نہیں۔ لیکن میرا مولا ایسا کریم ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو بتلا دیا کہ اگر تم مجھے اپنے دل میں یاد کرو گے تو میں بھی تمہیں اپنے دل میں یاد کروں گا وَ اِنْ ذَكَرَنِىْ فِىْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِىْ مَلَاءٍ خَيْرٌ مِّنْهُ اگر وہ مجلس میں بیٹھ کر مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں بیٹھ کر اسے یاد کرتا ہوں۔ وَ اِنْ اَتَانِىْ يَمْشِىْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میری رحمت اس کی طرف دوڑ کر جاتی ہے۔ فَاذْكُرُوْنِىْ اَذْكُرْكُمْ کے لفظوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جیسے کہتے ہیں ناں کہ دو لفظوں میں بات سمجھا دی، ایسے ہی سمجھئے کہ اللہ رب العزت نے ان دو لفظوں میں بات سمجھا دی۔

ایک الہامی بات:

ہماری یہ حالت ہے کہ ہمیں اگر کوئی تھوڑی سی بھی تنگی اور پریشانی آئے تو اسی وقت ہم پروردگار کے شکوے کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ رب العزت نے الہام فرمایا کہ میرے ان بندوں سے کہہ دو کہ اگر ان کو رزق میں ذرا تنگی آتی ہے تو یہ فوراً اپنے دوستوں کی محفل میں بیٹھ کر میرے شکوے کرنا شروع کر دیتے ہیں اور تمہارے نامہ اعمال روزانہ گناہوں سے بھرے ہوئے آتے ہیں لیکن میں فرشتوں میں بیٹھ کر تمہارے شکوے تو نہیں کیا کرتا۔

فاذکرونی اذکرکم کا دوسرا مفہوم:

فَاذْكُرُوْنِىْ اَذْكُرْكُمْ کا ایک اور مفہوم بھی بنتا ہے کہ اگر تم میری اطاعت کرو

گے تو میں مخلوق کو تمہاری اطاعت کا حکم دوں گا۔ واقعی ایسا ہی ہوتا ہے تابعین میں سے ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جب بھی اللہ رب العزت کے حکموں کی نافرمانی کی، میں نے اس کا فوری اثر اپنی بیوی میں، اپنے بچوں میں، اپنے ماتحتوں میں یا اپنی سواری کے جانور میں دیکھا۔ یعنی میں نے اللہ رب العزت کی نافرمانی کی اور میرے ماتحت لوگوں نے میری نافرمانی کی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میرے مطیع بن جاؤ، میں اپنی مخلوق کو تمہارا مطیع بنا دوں گا۔ یہی وجہ ہے کہ وہی باتیں بندہ کتاب میں پڑھتا ہے تو اس پر اثر نہیں ہوتا، لیکن وہی بات اگر کسی اللہ والے کی زبان سے سن لیتا ہے تو اسے عمل کی توفیق مل جاتی ہے۔ چونکہ ان میں عمل ہوتا ہے اس لئے یہ اس کی برکت ہوتی ہے کہ ان کی بات سنتے ہی انسان کو عمل کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔

جنت کے ساتھی سے ملاقات:

شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ! آپ نے جس کو جنت میں میرا ساتھی بنانا ہے، دنیا میں ہی میری اس سے ملاقات کروا دیجئے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں بتایا گیا کہ حبشہ کی رہنے والی ایک عورت میمونہ ہے جو جنت میں تمہاری ساتھی بنے گی۔ چنانچہ میں اس بستی کی طرف چل پڑا۔ جا کر بستی والوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ تو بکریاں چراتی ہے اور اس وقت وہ باہر کہیں بکریاں چرا رہی ہوگی۔ فرماتے ہیں کہ میں اس طرف چل پڑا۔ جب میں نے بستی سے باہر نکل کر دیکھا تو حیران ہوا کہ بکریاں ایک ہی جگہ پر چر رہی ہیں اور ادھر ادھر بھاگتی نہیں ہیں۔ اور ایک عورت درخت کے نیچے کھڑی نماز پڑھ رہی ہے۔ جب میں نے غور کیا تو میں نے یہ دیکھا کہ جہاں بکریاں چر رہی تھیں اس چراگاہ کے کنارے پر مجھے کچھ بھیڑیئے بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ ان

بھیڑیوں کی وجہ سے وہ بکریاں کہیں باہر بھی نہیں بھاگ رہی تھیں اور ایک ہی جگہ پر چر رہی تھیں۔ جب اس عورت نے سلام پھیرا اور مجھے دیکھا تو کہنے لگی، عبدالواحد! اللہ رب العزت نے ملاقات کی وعدہ گاہ تو جنت بنائی ہے، اس لئے تم دنیا میں کیسے آ گئے؟ میں نے کہا کہ میں نے دعا مانگی تھی جو اللہ رب العزت کے ہاں قبول ہوگئی۔ البتہ اب میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نے ایسا منظر تو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہی تھیں، بکریاں چر رہی تھیں اور بھیڑیئے بیٹھے ہوئے تھے اور وہ بکریوں کو کچھ کہہ بھی نہیں رہے تھے۔ مجھے اس راز کی سمجھ نہیں آ رہی۔ وہ کہنے لگی، عبدالواحد! یہ بات سمجھنی آسان ہے کہ جس دن سے میں نے اپنے پروردگار سے صلح کر لی ہے اس دن سے بھیڑیوں نے میری بکریوں سے صلح کر لی ہے۔...... تو معلوم ہوا کہ فَاذْكُرُونِیْ اَذْكُرْكُمْ کا ایک مطلب یہ بنا کہ اے بندو! تم مجھ سے صلح کر لو میں مخلوق کی تمہارے ساتھ صلح کروا دوں گا۔

فاذکرونی اذکرکم کا تیسرا مفہوم:

فَاذْكُرُونِیْ اَذْكُرْكُمْ کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ تم میری عزت کرو میں تمہیں عزتیں عطا کروں گا۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے راستے میں چلتے ہوئے انہوں نے کاغذ کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا جس پر اللہ رب العزت کا نام لکھا ہوا تھا۔ جب دیکھا تو فوراً متوجہ ہوئے۔ لہٰذا اسے اٹھا کر صاف کیا اور اس کو اوپر کسی جگہ پر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں الہام فرمایا، اے بشر حافی! تم نے میرے نام کو پاؤں سے اپنے سر تک بلند کیا اب میں تمہارے نام کو فرش سے عرش تک بلند کر دوں گا۔

نسبت کا احترام:

معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت سے جس چیز کی نسبت ہو اس چیز کا بھی احترام

کرنا چاہئے ۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام دل میں ہو کہ آپ ﷺ اللہ کے محبوب ہیں ۔ اسی طرح کلام اللہ ۔ قرآن مجید کا ادب کرنا بھی ضروری ہے لیکن افسوس کہ بعض جگہوں پر تو یہ بھی دیکھا گیا کہ وہ مسجد کے اندر قرآن پڑھ رہے ہوتے ہیں اور آیت سجدہ پڑھ کر قرآن مجید کو پاؤں کے قریب رکھ لیتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں آج کل کی نئی روشنی کے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں استاد کی ضرورت ہی نہیں ، بے استادے ، ان کی یہ حالت ہے ۔

بے ادبی کی انتہاء:

بیت اللہ شریف کی نسبت بھی چونکہ اللہ رب العزت سے ہے اس لئے اس کا ادب کرنا بھی ضروری ہے ۔ بات کرتے ہوئے اس عاجز کو ڈر بھی لگ رہا ہے مگر چونکہ بات سمجھانا مقصود ہے اس لئے کر رہا ہوں ۔ زیارت حرمین شریفین کے موقع پر حرم شریف میں سے گزرتے ہوئے ایک آدمی کو ہمارے دوست نے دیکھا کہ وہ سر کے نیچے قرآن مجید کو رکھ کر سو رہا تھا ۔ (استغفر اللہ) ، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے لوگوں کو علماء نے ادب سکھایا ہوا ہے لہٰذا یہاں کے لوگ ایسی صورتحال دیکھ کر تڑپ جاتے ہیں ۔ لہٰذا وہ بھی دیکھ کر تڑپا اور اس نے سوئے ہوئے شخص کو جا کر جگایا اور کہا ، تم نے اللہ کے کلام کو سر کے نیچے رکھا ہوا ہے ۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا ، میں نے قرآن مجید کو سر کے نیچے رکھا ہے پاؤں کے نیچے تو نہیں رکھا ۔ (استغفر اللہ) ایسے بے ادبوں اور غیر مقلدوں سے اللہ کی پناہ ۔

لمحہ فکریہ:

یہ مسجد بھی اللہ کا گھر ہے ، اس کا بھی ادب ہونا چاہئے ۔ آج کل کے نوجوان مسجدوں میں ننگے سر شوق سے آتے ہیں اور جب کہتے ہیں کہ آپ سر پر ٹوپی ، عمامہ یا

کوئی اور چیز لے کر آیا کریں تو کہتے ہیں کہ یہ کونسا ضروری ہے۔ یہ زہر بھرا لفظ عام ہوتا جارہا ہے۔ کبھی سوچا کریں کہ میرا جنت میں جانا کونسا ضروری ہے۔ آج تو ہم یہ طریقہ اپناتے ہیں اور اگر ہمیں ہی یہ جواب دے دیا جائے کہ اے بندے! جب تو نے شعائر اللہ کا ادب ضروری نہ سمجھا تو پھر تیرا جنت میں جانا کونسا ضروری ہے؟ تو پھر کیا بنے گا؟ اور کئی تو ایسے ہوتے ہیں کہ سردی کی وجہ سے ٹوپی پہن کر مسجد میں آتے ہیں اور پھر ٹوپی اتار کر نماز پڑھنے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ سنت ہے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

مسجد میں داخل ہونے کے لئے قرآنی اصول:

آیئے، قرآن کی طرف رجوع کیجئے۔ قرآن مجید نے ہمیں ایک اصول بتایا ہے، فرمایا، نیک لوگ جب مسجدوں میں داخل ہوتے ہیں تو اُولٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا اِلَّا خَائِفِيْن ۔ کہ ان کو نہیں زیب دیتا کہ مسجدوں میں داخل ہوں مگر خوفزدہ ہو کر۔ ایسے محسوس کریں کہ جیسے کسی شہنشاہ کے دربار میں داخل ہو رہے ہیں۔ تو قرآن مجید تو ہمیں بتا رہا ہے کہ ہم مسجد میں اس انداز سے داخل ہوں کہ ہمارے دل اللہ کی عظمت شان کی وجہ سے مرعوب ہو رہے ہوں۔ لیکن ہم ننگے سر آ رہے ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ شعائر اللہ کا ادب کرنا حقیقت میں دل کے تقوٰی کی دلیل ہے۔ ادب کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ باادب بانصیب ہے بے ادب بے نصیب ہے۔ آج کے زمانے میں علم پڑھنے سے زیادہ ادب سیکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ زندگیوں سے ادب نکلتا جارہا ہے۔

فاذکرونی اذکرکم کا چوتھا مفہوم:

فَاذْكُرُونِیْ اَذْكُرْكُمْ کا ایک معنی یہ بھی بنا کہ تم معصیت سے بچنے کے لئے مجھے یاد کرو گے تو میں مصیبت کے موقعوں سے نکالنے کے لئے تمہیں یاد کروں گا۔ دیکھیں کہ سیدنا یوسف علیہ السلام پر امتحان آیا وہ جس گھر میں رہتے تھے اس گھر کی عورت نے گناہ کی دعوت دی۔ یہاں پر قرآن پاک کا حسن دیکھئے کہ یہ نہیں کہا گیا کہ عزیز مصر کی بیوی نے ان کو گناہ کی طرف بلایا۔ اگر نام لے کر کہتے تو یہ غیبت ہوتی اور شریعت نے غیبت کو حرام قرار دیا ہے۔ اس لئے جب پروردگار نے کلام فرمایا تو کسی کا نام نہیں لیا بلکہ فرمایا وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا (یوسف:۲۳) زیادہ الفاظ تو استعمال کر لئے مگر نام نہیں لیا۔ یہاں سے ہمیں بھی ایک بات ملی کہ جب پروردگار عالم گناہوں پر یوں رحمت کی چادر ڈال دیتا ہے تو ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی اپنے دوستوں کی غلطیوں پر چادر ڈال دیا کریں۔ اس عورت نے جب گناہ کی دعوت دی تو سیدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا معاذ اللہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ کو یاد کیا تو وہ عورت اپنے خاوند کو کہنے لگی کہ یہ مجھے گناہ کی طرف بلا رہا تھا۔ اب اس کا حل یہ ہے کہ اس کو جیل کے اندر بھیج دیجئے۔ اب یہاں پر تفسیر کا ایک اور نکتہ سمجھ آیا کہ جن کی محبتیں نفسانی ہوتی ہیں جب ان پر کچھ بنتی ہے تو وہ اپنے محبوب کو اس وقت مصیبت کے نیچے دبا دیا کرتے ہیں۔ یہ جھوٹی محبت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اس سے پہلے محبت کے بلند بانگ دعوے ہوتے ہیں اور جب اپنے پر کچھ بننے لگتی ہے تو پھر سب مصیبت اس کے سر پر ڈال دیتے ہیں۔ یہی کام اس عورت نے کیا کہ جب خاوند کو پتہ چل گیا تو کہنے لگی، اس نے مجھے بلایا تھا اس لئے اس کو جیل بھیج دو۔ بالآخر اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل بھجوا دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام تختِ شاہی پر:

ایک عرصہ تک حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں رہے۔ بالآخر اللہ رب العزت نے ان کو جیل سے رہائی عطا فرمائی تو پھر ان کو پہلے کی طرح غلام نہیں رہنے دیا، بلکہ ملک کا والی بنا دیا۔ جب آپ عزیزِ مصر کے سامنے آئے اور خوابوں کی تعبیر بتائی تو اس نے کہا اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ" (یوسف:۵۴)۔ آپ نے فرمایا، اِجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَائِنِ الْاَرْضِ (یوسف:۵۵) مجھے خزانوں کی ذمہ داری سونپ دیجئے۔ چنانچہ سیدنا یوسف علیہ السلام کو خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں۔ آپ نے گناہ سے بچنے کے لئے اپنے رب کو یاد کیا، اللہ رب العزت نے اس کے بدلے آپ کو مصیبت سے نکالا، تختہ سے نکالا اور دنیا کا تخت عطا فرما دیا، اس سے پہلے مصر کے بازاروں میں بک رہے تھے۔ جس شہر کے بازاروں میں بک رہے تھے، جب معصیت سے بچنے کے لئے اللہ رب العزت سے ڈر گئے تو اللہ رب العزت نے انہیں اسی شہر کا حاکم بنا دیا۔ اللہ اکبر

حسن بمقابلہ علم:

یہاں ایک اور بات بھی دل میں آئی، عرض کرتا چلوں۔ وہ یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس مادری حسن تھا۔ یعنی بچپن سے حسین پیدا ہوئے تھے۔ لیکن بھائیوں نے بیچا تو کتنے میں بکے؟ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَهٖ (یوسف:۲۰) چند کھوٹے سکے...... کتنی عبرت کی بات ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر کسی کے پاس فقط حسن ہو تو اللہ کی نظر میں اس حسن کی قیمت چند کھوٹے سکوں کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ پھر اس حسن کے بعد ان کو علم ملا فَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ (یوسف:۲۲) جب علم ملا اور اللہ تعالیٰ نے عمل کی توفیق

عطا فرما دی تو باہر نکلنے پر اللہ نے ان کو تخت و تاج عطا فرما دیئے۔

فاذکرونی اذکرکم کا پانچواں مفہوم:

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُم کا ایک مطلب یہ بھی بنتا ہے کہ اے بندو! جب تم اپنی راحت کے لمحات میں مجھے یاد کرو گے تو میں پروردگار تمہاری زحمت کے لمحات میں تمہیں یاد کروں گا۔ یعنی اگر تم مجھے اپنی خوشی کے لمحات میں یاد کرو گے تو میں پروردگار تمہارے غم کے لمحات میں تمہیں یاد کروں گا۔

ایک سبق آموز واقعہ:

بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچے کو لے کر جنگل میں سے گزر رہی تھی۔ اچانک ایک بھیڑیا آیا اور اس نے اس عورت پر حملہ کر دیا۔ جب بھیڑیئے نے حملہ کیا تو وہ کمزور دل عورت گھبرا گئی۔ جس کی وجہ سے اس کا بیٹا اس کے ہاتھ سے نیچے گر گیا۔ اس بھیڑیئے نے بچے کو اٹھایا اور بھاگ گیا۔ جب ماں نے دیکھا کہ بھیڑیا میرے بیٹے کو منہ میں ڈال کر لے جا رہا ہے تو ماں کی ممتا نے بھی جوش مارا اور اس کے دل سے ایک آہ نکلی۔ جیسے ہی اس کی آہ نکلی تو اس نے دیکھا کہ ایک جوانمرد سا آدمی درخت کے پیچھے سے اس بھیڑیئے کے سامنے آیا اور بھیڑیئے نے جب اچانک کسی کو اپنے سامنے دیکھا تو وہ بھی گھبرا گیا جس کی وجہ سے بچہ بھیڑیئے کے منہ سے نیچے گر گیا اور وہ بھاگ گیا۔ اس نوجوان نے بچے کو اٹھایا اور لا کر اس کی ماں کے حوالے کر دیا۔

وہ ماں کہنے لگی، تو کون ہے؟ جس نے میرے بچے کی جان بچا دی؟ اس نے کہا، میں اللہ رب العزت کا فرشتہ ہوں۔ مجھے پروردگار نے آپ کی مدد کے لئے بھیجا ہے۔ ایک دفعہ آپ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہی تھی عین اسی وقت کسی

سائل نے آپ کے دروازے پر روٹی کا ٹکڑا مانگا، آپ کے گھر میں اس وقت وہی روٹی تھی جو آپ کھا رہی تھی۔ آپ نے اس وقت سوچا کہ میں اللہ کے نام پر سوال کرنے والے کو خالی کیسے بھیجوں۔ تم نے اپنے منہ کا لقمہ نکال کر سائل کو دے دیا تھا۔ آج پروردگار نے بھیڑیئے کے منہ کا لقمہ نکال کر آپ کے حوالے کر دیا ہے۔

تین انمول موتی:

تین باتیں لوہے پر لکیر کی مانند ہیں، ان کو لکھ لیجئے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جو انسان جس قدر اللہ رب العزت سے محبت کرے گا اللہ رب العزت کی مخلوق اسی قدر اس سے محبت کرے گی۔ یہ طے شدہ بات ہے۔ آپ دیکھتے ہیں ناں کہ ہمارے دلوں میں اللہ والوں کی محبت ہوتی ہے، ہمیں اللہ والے مل جائیں تو ہم ان کو دیکھنا اور ان سے ملنا اپنے لئے خوش نصیبی سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ رب العزت کی محبت ہوتی ہے جس کی وجہ سے اللہ اپنی مخلوق کے دل میں ان کی محبت ڈال دیتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو انسان جس قدر اللہ رب العزت کی عبادت کرے گا اللہ کی مخلوق اسی قدر اس کی خدمت کرے گی۔ لوگوں کو ماؤں نے آزاد جنا ہے مگر وہ اللہ والوں کے جوتے اٹھانا اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں۔ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک نواب صاحب نے اپنی ریاست میں آنے کی دعوت دی۔ جب آپ تشریف لے گئے تو بگھی پر جہاں گھوڑا جوتا جاتا ہے وہاں پر خود نواب صاحب جُتے اور ان کو لے کر اپنے گھر تک پہنچے۔

تیسری بات یہ ہے کہ جو انسان جس قدر اللہ رب العزت سے ڈرے گا اللہ کی مخلوق اسی قدر اس سے مرعوب رہے گی۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ اللہ والوں کی محفل میں ایک رعب ہوتا ہے۔

نہ تاج و تخت میں نہ لشکر و سپہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے رعب کی نعمت عطا فرمائی تھی۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے نصرت بالرعب کہ اللہ نے رعب کے ذریعے میری مدد فرمائی۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ آپ ﷺ جہاں چلتے تھے آپ ﷺ کا رعب مسیرۃ شہر یعنی ایک مہینہ کی مسافت آپ ﷺ سے آگے چلتا تھا۔

شیر جنگل کا بادشاہ ہے اس کا ایک رعب ہوتا ہے۔ وہ پنجرے میں بھی ہو تو باہر سے دیکھنے والا آدمی مرعوب ہوتا ہے۔ ایسے ہی جو لوگ اللہ کے شیر ہوتے ہیں ان کا بھی ایک رعب ہوتا ہے۔

پریشانیاں دور کرنے کا آسان نسخہ:

ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ اگر ہم اللہ رب العزت کو یاد کریں گے اور اپنی زندگی اس کے حکموں کے مطابق بنالیں گے تو پروردگار عالم ہماری تمام مصیبتوں، پریشانیوں اور مشکلات میں ہمارے لئے کافی ہو جائیں گے۔ اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا الیس اللہ بکاف عبدہ کہ کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟ تو ہمارے پاس ایک آسان سا نسخہ یہ ہے کہ ہم اپنے دل میں اللہ رب العزت کی یاد بسالیں اور اللہ رب العزت کی نافرمانی کرنا چھوڑ دیں۔ یاد رکھیں کہ جو انسان علم اور ارادے سے اللہ رب العزت کی نافرمانی کرنا چھوڑ دیتا ہے پروردگار اس کے نام کو صدیقین میں شمار فرمالیتے ہیں۔ آج کی اس محفل میں دلوں میں یہ مصمم ارادہ کریں کہ رب کریم! آج کے بعد ہم اپنے علم اور ارادے سے گناہ نہیں کریں گے، اے اللہ! اس میں کامیاب ہونے کے لئے آپ ہماری مدد فرما دیجئے کیونکہ ہمارے لئے گناہوں سے بچنا مشکل ہے لیکن اے اللہ! آپ کے ...لیۓ

ہمیں گناہوں سے بچانا آسان ہے۔ جب اس طرح پکا ارادہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے لئے نیکوکاری اور پرہیزگاری کی زندگی آسان فرمادیں گے۔

عزم کا طواف:

آج ہر طرف پریشانی اور پریشانی کے شکوے ہیں لیکن اس ماحول میں بھی جو لوگ اللہ کی یاد والی زندگی گزارنے والے ہیں ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ سکون عطا فرمادیتے ہیں۔ دیکھیں ایک ہوتا ہے پریشانی کا ماحول اور ایک ہوتا ہے دل کا پریشان ہونا۔ ان دونوں میں فرق ہے۔ اللہ والوں کے اردگرد بھی ایسا ماحول ہوسکتا ہے کہ پریشانی والا ہو مگر ان کے دل مطمئن ہوتے ہیں۔ جیسے کوئی آدمی شیشے کے کمرے میں بیٹھا ہو اور باہر آندھی چل رہی ہو تو اردگرد تو جھکڑ چل رہا ہوتا ہے لیکن اس آدمی کو آندھی کا احساس تک نہیں ہوتا۔ اسی طرح جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری والی زندگی گزارتے ہیں ان کے اردگرد کا ماحول اگرچہ پریشانی والا ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں سکون عطا فرمادیتے ہیں۔ کسی شاعر نے عجیب شعر کہا:

؎ طوفان کر رہا تھا میرے عزم کا طواف
دنیا سمجھ رہی تھی کہ کشتی بھنور میں ہے

دنیا والے سمجھتے ہیں کہ ان کی کشتی بھنور میں ہے لیکن حقیقت یہ ہوتی ہے کہ وہ طوفان ان کا طواف کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے ایک عجیب بات لکھی ہے کہ جس کا اللہ سے تعلق ہے پھر اس کا بے چینی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ اردگرد کے لوگ اگرچہ پریشان پھر رہے ہوتے ہیں مگر اللہ رب العزت اس کو پرسکون زندگی عطا فرمادیتے ہیں۔

گردو پیش کی مثالیں:

ہم نے کئی بار ایسا دیکھا ہے یہ بات عقلی طور پر بھی ممکن ہے۔ کئی بار دیکھنے میں آیا ہے کہ آدھے صحن میں بارش ہوئی اور آدھے صحن میں نہیں ہوئی۔ ایک درخت کو دیکھا، اس کی ایک شاخ خشک ہے اور دوسری شاخ پر پھل لگے ہوئے ہیں۔ ایک ہی بھینس یا بکری ہے اس کے ایک تھن سے دودھ آرہا ہے اور دوسرے تھن سے خون آ رہا ہے۔ ایک ہی سمندر ہے لیکن ادھر کا پانی میٹھا ہے اور ادھر کا پانی کڑوا ہے۔ اسی طرح ایسا ہی ہوگا کہ اگرچہ اردگرد پریشانی بھی ہوگی، لیکن اگر ہمارے دل میں اللہ رب العزت کی یاد ہوئی تو اللہ تعالیٰ ہمیں پریشانی سے نجات عطا فرما دیں گے۔

روزِ محشر کی مثال:

یہی حال قیامت کے دن بھی ہوگا۔ ایمان والے جب اٹھیں گے تو اس وقت منافق ان کو کہیں گے اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُوْرِكُمْ ذرا ہماری طرف توجہ کیجئے تاکہ ہم تمہارے ایمان کی روشنی سے فائدہ اٹھالیں۔ مگر کہا جائے گا کہ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَاۗءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا۔ تم جاؤ واپس دنیا میں، یہ نور تو وہاں سے ملتا تھا۔ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ۔ اللہ تعالیٰ منافقوں اور مومنوں کے درمیان ایک دیوار بنا دیں گے۔ اور فرمایا بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ اس دیوار کے اندر رحمت ہوگی اور اس کے باہر عذاب ہوگا۔ تو بس یوں سمجھیں کہ اللہ والوں کے گرد رحمت کی ایک چادر ہوتی ہے، اس کے باہر لوگ پریشانی کا عذاب بھگت رہے ہوتے ہیں اور اس کے اندر باطن میں رحمت ہوتی ہے۔

فاذکرونی اذکرکم کا چھٹا مفہوم:

فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ کا ایک مفہوم یہ بھی بنتا ہے کہ اے میرے بندو! تم مجھے معذرت سے یاد کرو گے تو میں پروردگار تمہیں مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا۔ سیدنا

یونس علیہ السلام کو جب مچھلی نے نگل لیا تو مچھلی ان کو سمندر کی تہہ میں لے گئی۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ انہوں نے وہاں لا الہ الا اللہ کی آوازیں سنیں۔ پوچھا، پروردگار عالم! یہ کیا ہے؟ اللہ رب العزت نے فرمایا، اے میرے پیارے یونس علیہ السلام! اس سمندر کی تہہ کی کنکریاں کلمہ پڑھ رہی ہیں اور میرے نام کی تسبیح کر رہی ہیں۔ بلکہ دنیا کی ہر چیز اللہ کے نام کی تسبیح کرتی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَ لٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (الاسراء:۴۴)۔ جو کوئی بھی چیز ہے وہ اللہ کے نام کی تسبیح بیان کر رہی ہے۔ لیکن تم اس کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔ جب حضرت یونس علیہ السلام نے کنکریوں کو یہ پڑھتے ہوئے سنا تو ان کی توجہ اور زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہوئی۔ اس لئے انہوں نے بھی مچھلی کے پیٹ میں پڑھنا شروع کر دیا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ غور کیجئے کہ انہوں نے اللہ رب العزت کو معذرت کے ساتھ یاد کیا اور پھر اللہ رب العزت نے ان کو مغفرت کے ساتھ یاد کیا۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے بھی نجات عطا فرمائی اور ان کو اپنی قوم کا نبی اور بادشاہ بھی بنا دیا۔

ہمارے لئے مچھلی کا پیٹ:

محترم جماعت! ایک اور بات بھی ذہن میں رکھئے کہ ہمارے لئے بھی مچھلی کا پیٹ ہے۔ ہر بندے کی مچھلی مختلف ہوتی ہے اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ کسی کی دکان اس کے لئے مچھلی کا پیٹ بنی ہوئی ہے، اس دکان نے اسے اپنے اندر گھیرا ہوا ہے، باندھا ہوا ہے، بلکہ گرفتار کیا ہوا ہے۔ وہ بیچارہ اس سے آزاد نہیں ہو سکتا، کسی کی بیوی اس کے لئے مچھلی کا پیٹ بنی ہوئی ہے، کسی کی اولاد اس کے لئے مچھلی کا پیٹ بنی ہوئی ہے، اور کسی نوجوان کے لئے کوئی لڑکی مچھلی کا پیٹ بنی ہوئی ہے...... اگر ہم

محسوس کرتے ہیں کہ ہم اس طرح مخلوق میں گرفتار ہیں اور ہم اس ماحول سے نہیں نکل پا رہے تو ہمارے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ جس طرح حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ رب العزت کو معذرت کے ساتھ یاد کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مغفرت کے ساتھ یاد کر کے ان کو نجات عطا فرما دی تھی، اسی طرح ہم بھی اللہ تعالیٰ سے معافیاں مانگیں، پروردگار ہمیں بھی اس ماحول سے نجات عطا فرما دے گا۔ اللہ رب العزت نے قرآن عظیم الشان میں فرمایا لَوْ لَا اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ (الصافات:۱۴۳) اگر یونس علیہ السلام ہماری تسبیح بیان نہ کرتے لَلَبِثَ فِىْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (الصافات:۱۴۴) تو وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ تو معلوم ہوا کہ ہم بھی جس ماحول کی مچھلی کے پیٹ میں پھنسے پڑے ہیں ہم جب تک اللہ کو یاد نہیں کریں گے، گناہوں کی معافی نہیں مانگیں گے تو پھر ہم اپنی موت تک اسی ماحول میں پھنسے رہیں گے۔

فاذکرونی اذکرکم کا ساتواں مفہوم:

فَاذْكُرُوْنِىْۤ اَذْكُرْكُمْ کا ایک مطلب علمائے کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ **فاذکرونی فی مھدکم اذکرکم فی لحدکم** کہ تم اپنے نرم بستروں میں مجھے یاد کرو گے تو میں پروردگار تمہاری قبروں میں تمہیں یاد کروں گا۔ سبحان اللہ، ان دو لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے زندگی کی حقیقت سمجھا دی۔ اور کتنے دلنشین انداز میں فرمایا کہ تم مجھے یاد کرو گے میں تمہیں یاد کروں گا، تم مجھ سے محبت کرو گے میں تم سے محبت کروں گا، تم مجھے چاہو گے میں تمہیں چاہوں گا، تم مجھے مناؤ گے میں تمہیں مناؤں گا اگر تم میری اطاعت کرو گے تو مخلوق کو تمہاری اطاعت پر لگا دوں گا، اگر تم میری عبادت کرو گے تو میں مخلوق کو تمہاری خدمت پر لگا دوں گا، تم میری عزت کرو گے میں دنیا میں تمہیں عزتیں دوں گا، تم مجھے خوشی میں یاد کرو گے میں تمہارے غم میں تمہیں یاد

کروں گا، تم مجھے معذرت کے ساتھ یاد کرو گے میں تمہیں مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا، او میرے بندو! تم میرے بن جاؤ گے میں پروردگار تمہارا بن جاؤں گا۔ تم اپنے دل ودماغ میں مجھے بسالو گے تو میں پروردگار تمہاری آنکھیں بن جاؤں گا جن سے تم دیکھو گے، میں وہ کان بن جاؤں گا جن سے تم سنو گے اور وہ ٹانگیں بن جاؤ گا جن سے تم چلو گے۔ تو معلوم ہوا کہ من کان للہ کان اللہ لہ جو اللہ رب العزت کا ہو جاتا ہے پھر اللہ رب العزت اس کے ہو جاتے ہیں۔

اللہ رب العزت ہمیں اپنا بنا لے، ہمیں اطاعت اور فرمانبرداری کی زندگی نصیب فرمادے اور ہمیں گناہوں کی ذلت سے محفوظ فرمادے۔ (آمین)

ذکر الٰہی کا مقصود:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ ذکر کا منتہائے مقصود یہ ہے کہ انسان کے رگ رگ اور ریشے ریشے سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔ ہم نے فقط تسبیح ہی نہیں پڑھنی ایسا نہ ہو کہ اوپر سے تسبیح اور اندر سے میاں کسبی۔ اوپر سے لا الہ اور اندر سے کالی بلا، ایسی تسبیح کو ہم نے کیا کرنا ہے۔ ہمارے پاس ذکر کا پیمانہ یہ ہے کہ ہماری زندگی شریعت وسنت کے بالکل مطابق ہو جائے اور ہم اللہ رب العزت کی معصیت کو چھوڑ دیں۔ جب ایسی زندگی بن جائے گی تو گویا ہمیں ذکر کی برکات نصیب ہو جائیں گی۔ اس لئے ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ دوستو! نہ ہم نے رونا ہے، نہ رلانا ہے، نہ اڑنا ہے، نہ اڑانا ہے، ہم نے تو فقط روٹھے یار (اللہ) کو منانا ہے۔

اللہ رب العزت ہمیں اپنی یاد کی توفیق نصیب فرمادے اور ہم عاجز مسکینوں کے لئے اس یاد کو آسان فرمادے۔

و اخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین